Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Protection of Women's Rights in the Light of the Seerah of the Holy Prophet (A Research Study)

سیرت نبوی میں عورتوں کے حقوق کا تحفظ ایک تحقیقی جائزہ

Ayesha parvaiz
Mphil scholer, Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Women University, Peshawar, Pakistan
Gulrukh Misbah
Mphil scholer, Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Women University, Peshawar, Pakistan
Associate Professor Dr. Naseem Akhter*
Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Women University, Peshawar, Pakistan
Coresponding author Email: khtr_nsm@yahoo.com

Abstract

The way women have been treated throughout history tells us a lot about different civilizations. In many ancient societies, women were seen as less than men and denied even the most basic rights. In Greece, they were kept inside the home and had little say in education or public life. In Rome, they were treated almost like property. In medieval Europe, women were often linked with sin and burdened by strict social rules, while in South Asia they were excluded from inheritance and lived under constant dependence. Islam, however, changed this picture in a remarkable way. It taught that men and women were created from the same soul, making them equal in their humanity. For the first time, women were given clear rights to property, inheritance, education, and marriage. As mothers, Islam honored them by declaring that paradise lies under their feet. As daughters, they were valued as a source of blessing. As sisters, they were granted a share in inheritance. And as wives, they were promised respect, kindness, and partnership. These changes were groundbreaking for their time and reshaped how women were viewed in society. Islam not only gave women their rights but also placed them at the center of family and community life. It showed that the strength of a society depends on the dignity and respect it gives to its women.

Keywords: *Women's Rights, Seerah of the Holy Prophet ﷺ, Gender Justice in Islam, Protection of Women, Islamic Teachings, Social Reforms in Prophetic Era, Research Study*

عورت کی حقیقت:

' 'عورت کی ایک معنی شرمگاہ یا قابل پردہ ہے"-1

عربی لفظ عورۃ کے بھی یہی معنی ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:"عورت پردہ ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے"2

اسلام کا پیغام غلامی، ذلت اور جبر کی زنجیروں سے آزادی کا تھا۔ اسلامی ریاست میں مرد اور عورت دونوں کو مساوی حقوق حاصل ہیں، اور دونوں کو فرائض انجام دینے ہیں۔ شہری ہونے کے ناطے ایک مسلمان مرد اور ایک مسلمان عورت برابر ہیں۔ خاندان کی تشکیل میں مرد اور عورت دونوں کا کردار ہوتا ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ عورت کا کردار مرد سے مختلف ہوتا ہے۔ جہاں مرد تعمیر کے ذرائع فراہم کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں وہیں گھر کی اصل معمار عورت ہے۔ یہ اس کی فطرت کی کشش ہے جو گھر کو شکل دیتی ہے۔

شاعر مشرق نے کہا تھا کہ عورت کے وجود سے ہی کائنات کی تصویر بنتی ہے، اسی کے ذریعے سے دنیا رنگ اور زندگی سے بھری ہوئی ہے۔ عورت کی یہ خوبصورت نمائندگی پیش کر کے انہوں نے دنیا کو سمجھا دیا کہ کائنات کی دھنوں میں رنگ لانے والی شخصیت عورت ہے کیونکہ عورت دنیا کا سب سے قیمتی خزانہ ہے۔ عورت مختلف کردار ادا کرتی ہے، اور ان میں سے کسی بھی کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا ایک خزانہ ہے، اور دنیا کا بہترین خزانہ نیک عورت" ہے۔"3

اس لیے اگر عورت ماں بنتی ہے تو اپنے بچوں کو جنت کا وارث بناتی ہے۔ بہن کے طور پر وہ معاشرے کو مضبوط کرتی ہے۔ بیٹی بن کر اپنے والدین کا رتبہ بلند کرتی ہے۔ ایک بیوی کے طور پر، وہ خاندان: کا سہارا، ڈوبتی کشتی کی لائف بوائے بن جاتی ہے۔ عورت کی اہمیت چند عربی آیات میں بیان کی گئی ہے

"خواتین معاشرے کا نصف جز ہیں، جو شمع جلاتی ہیں، مرد کے لیے بنائی جاتی ہیں، اور جب وہ چلتی ہیں تو دنیا میں روشنی لاتی ہیں۔ کتنی نیک خواتین نے آگے بڑھ کر پرہیزگاری کی مثال قائم کی ہے۔4"

قدیم یونان کی تہذیب میں خواتین کا ایک اہم کردار تھا۔ قدیم تہذیبیں یونانیوں کو سب سے زیادہ قابل ذکر اور شاندار لوگ مانتی تھیں، پھر بھی ان کے ابتدائی دور میں اخلاق، قانون اور سماجی رویے کے لحاظ سے خواتین کی حیثیت انتہائی پست تھی۔ یونانی افسانوں میں، پنڈورا کو تمام برائیوں اور بدقسمتیوں کے منبع کے طور پر دکھایا گیا تھا، جیسا کہ یہودی افسانوں میں حوا کی کہانی کو اکثر انسانی مصائب کی وجہ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس عقیدے نے یہودی اور عیسائی دونوں معاشروں کے اخلاقی، سماجی اور قانونی طریقوں پر گہرا اثر ڈالا۔ اسی طرح، پنڈورا کے یونانی افسانے نے یونانیوں کے درمیان عورتوں کے تصور پر خاصا اثر ڈالا۔ ان کی نظر میں عورت کو ایک کمتر تخلیق سمجھا جاتا تھا اور معاشرے کے ہر پہلو میں ان کی قدر کی جاتی تھی۔ عزت اور وقار کے حقوق صرف اور صرف مردوں کے لیے مخصوص تھے اور عورتوں کو ان مراعات سے بڑی حد تک محروم رکھا گیا تھا۔ تہذیب کے ابتدائی دور میں، خواتین کے کرداروں میں معمولی تبدیلیوں کے باوجود، خواتین کی مجموعی حیثیت میں بڑی حد تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ تاہم، کچھ تبدیلیاں رونما ہوئیں، جیسے خواتین کے گھر کی سربراہ بننے کا خیال، عفت و عصمت کا تحفظ، اور پردہ کو اپنانا زیادہ بہتر یونانیوں میں عام رواج کے طور پر۔ اس کے باوجود، وقت کے ساتھ، خواتین کی پوزیشن مزید خراب ہوتی گئی، اور بالآخر، وہ محض خواہشات اور لالچ کی چیزوں میں سمٹ کر رہ گئیں، بالآخر یونانی تہذیب کے زوال کا باعث بنی۔

روم کے معاملے میں، یونانیوں کی پیروی کرتے ہوئے، رومی ثقافت اور تہذیب کے لحاظ سے سب سے زیادہ ترقی یافتہ شمار کیے جانے لگے۔ تاہم، یونانیوں کی طرح، رومیوں کو بھی سماجی عدم مساوات کے اسی المناک پہلو کا سامنا کرنا پڑا۔ جب رومی تاریکی سے تاریخ کی روشنی میں ابھرے تو ان کے سماجی ڈھانچے نے مرد کو گھر کے سربراہ کے طور پر رکھ دیا، اس کی بیوی پر مکمل حقوق تھے، جس میں ضرورت پڑنے پر اسے قتل کرنے کا حق بھی شامل تھا۔ جیسے جیسے رومی آہستہ آہستہ خوف سے دور ہوتے گئے اور ثقافت کو اپنا لیا، جبکہ روایتی پدرانہ نظام کو برقرار رکھا گیا، کچھ توازن متعارف کرایا گیا، اور اعتدال حاصل کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ ایک وقت کے لئے، خواتین کے بارے میں زیادہ متوازن اور منصفانہ رویے تھے، اور خواتین کی عزت کی جانے لگی، ان کی حیا اور عزت کی حفاظت کے ساتھ. شادی کو ایک قابل احترام ادارے کے طور پر دیکھا جاتا تھا، اور عورت صرف اس صورت میں قابل احترام سمجھی جاتی تھی جب وہ ماں ہو۔ جب کہ نچلے طبقے موجود تھے، انہیں معاشرے میں ذلیل افراد کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ جیسے جیسے تہذیب ترقی کرتی گئی، رومیوں کا عورتوں کے بارے میں رویہ بھی بدلتا گیا، اور کسی وقت شادی کو محض ایک قانونی معاہدہ سمجھا جاتا تھا، جو دونوں فریقوں کی رضامندی پر منحصر تھا۔ ازدواجی تعلقات کی ذمہ داریوں کو ہلکا سمجھا جاتا تھا، اور غیر ازدواجی تعلقات کا گناہ تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ آخر کار، عورتیں صرف عیش و عشرت کی اشیاء کے طور پر قابل قدر ہونے لگیں، اور ہوس اور بے حیائی کی وجہ سے پیدا ہونے والا اخلاقی زوال بڑے پیمانے پر پھیل گیا۔ نتیجتاً رومی تہذیب کی شان و شوکت ختم ہو گئی۔

قدیم عیسائی یورپ میں، ابتدائی چرچ کے فادرز کی تعلیمات خواتین کو تمام گناہوں اور برائیوں کا منبع، بدعنوانی کی جڑ، فتنہ کی اصل اور جہنم کا دروازہ تصور کرتی تھیں۔ خیال کیا جاتا تھا کہ تمام انسانی پریشانیاں ان سے شروع ہوئی ہیں، اور صرف عورت ہونا شرمناک سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کو اپنی خوبصورتی پر فخر نہیں کرنا چاہیے تھا بلکہ شرمندہ ہونا چاہیے تھا، کیونکہ ان کی خوبصورتی کو شیطان کے لیے لوگوں کو بہکانے کے لیے ایک آلہ کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ خواتین سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ مسلسل اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کریں، کیونکہ وہ دنیا اور اس کے لوگوں دونوں کے لیے آفات کی پیامبر اور آفات کی خبر دینے والی سمجھی جاتی تھیں۔ ابتدائی مسیحی رہنماؤں میں سے ایک، ٹرٹولین نے یہ بیان کرتے ہوئے اس نظریے کا اظہار کیا، "عورت ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی آزمائش، ایک مطلوبہ مصیبت، گھریلو خطرہ، دلوں کو تباہ کرنے والی، اور ایک بڑی آفت ہے۔" اسی طرح، چرچ کے فادرز کے نام سے جانا جاتا نظام عورتوں کو ایک ناگزیر برائی، پیدائشی خرابی، ایک مطلوبہ طاعون، گھریلو خطرہ، دل کو توڑنے والا، اور ایک بڑی بد قسمتی کے طور پر بیان کرتا ہے۔

ماضی میں، شوہر اور بیوی کے درمیان طلاق یا علیحدگی کی اجازت نہیں تھی، اگرچہ ان کے نجی حالات بہت مشکل تھے. اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف ایک خاص حد سے بڑھ جائے اور مصالحت کا کوئی راستہ نہ ہو تو اس مسئلے کو حل کرنے کا واحد راستہ ان کے لیے ہمیشہ کے لیے الگ ہو جانا تھا۔ مذہبی تعلیمات میں اس کی اجازت نہیں تھی اور نہ ہی معاشرے نے اسے قبول کیا تھا۔ اگر شوہر فوت ہو جائے تو بیوی کو دوبارہ نکاح کی اجازت نہیں تھی اور اگر بیوی فوت ہو جائے تو شوہر کو دوبارہ نکاح کی اجازت نہیں تھی۔ مسیحی رہنماؤں نے اس عمل کو "اخلاقی بے حیائی" یا "گناہ بھری لذت" کہا ہے۔

ہندوستانی معاشرے میں عورت کو خادم اور مرد کو ان کا آقا اور مالک سمجھا جاتا تھا۔ بچپن سے ہی عورتیں ان کے باپ کی ملکیت ہوتی تھیں، پھر جوانی میں ان کے شوہروں کی اور بعد میں بڑھاپے میں ان کے بچوں کی ملکیت ہوتی تھیں۔ ان کے ساتھ جائیداد سمجھا جاتا تھا، وراثت اور دیگر ملکیتی حقوق سے انکار کیا جاتا تھا۔ شادی کے سخت قوانین نافذ کیے گئے اور عورتوں کو ان کی مرضی کے خلاف مردوں کے حوالے کر دیا گیا۔ زندگی بھر وہ

مردوں کی ملکیت میں رہے۔ ہندو معاشرے میں عورتوں کو گناہوں اور مصائب کی جڑ کے طور پر دیکھا جاتا تھا اور ان کی حیثیت کو انسانوں کے برابر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ دوسری طرف، جب خواتین سے محبت کی جاتی تھی، تو ان کے ساتھ خواہشات کی اشیاء کے طور پر سلوک کیا جاتا تھا، جس سے مردوں کا کنٹرول ختم ہو جاتا تھا اور یہاں تک کہ انہیں تباہی کی طرف لے جاتا تھا۔

اسلام میں خواتین کو وہ عزت اور احترام دیا گیا ہے جو کسی اور مذہب نے نہیں دیا۔اسلام میں مرد اور عورت دونوں برابر کے شریک ہیں۔اللہ کے احکام کی تعمیل میں دنیا میں بھی برابر ہیں اور ثواب کے لحاظ سے آخرت میں بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی ہے 5"

عورتوں کے اعلیٰ مقام کو ظاہر کرتے ہوئے عورتوں اور مردوں کو تخلیق کا یکساں درجہ دیا گیا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ "اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور اس سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔"6

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک ہی روح سے پیدا ہوئے ہیں اور اصل میں برابر ہیں۔ قرآن اس غلط عقیدے کی بھی تردید کرتا ہے کہ شیطان نے آدم اور حوا دونوں کو آزمایا، جس کی وجہ سے انہیں جنت سے نکال دیا گیا۔

قرآن میں کہا گیا ہے کہ "پھر شیطان نے ان کو اس سے راستہ بھٹکا دیا، اور جہاں وہ تھے وہاں سے نکال دیا۔"7

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے زوال کا الزام مکمل طور پر حوا پر نہیں تھا۔ عورتوں کو زندہ دفن کرنے کے پرانے رواج سے آزاد کر دیا گیا جو انسانی وقار کے خلاف تھا۔

اسلام تعلیم، دیکھ بھال، خوراک، لباس، رہائش اور طبی دیکھ بھال کے حق کو یقینی بناتا ہے۔اس نے زمانہ جاہلیت کے پرانے نکاح کے رواج کو ختم کر دیا، جو دراصل زنا کی شکلیں تھیں، اور عورتوں کو وہ عزت دی جس کی وہ حقدار تھیں۔ اس نے خواتین کو ان کے انفرادی حقوق دیے۔

عزت نفس اور پردے کا حق:

معاشرے میں خواتین کی عزت و تکریم کو یقینی بنانے کے لیے ان کی عفت کے حق کا تحفظ ضروری ہے۔اسلام نے عورتوں کو عفت کا حق دیا ہے اور اس کی حفاظت کا فرض بھی مردوں پر عائد کیا ہے۔

"مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی ہے۔ بے شک اللہ اس سے باخبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔"8

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحیح احادیث میں حیا اور عفت کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے معاشرے کو بے حیائی کے نقصانات سے خبردار کیا اور بتایا کہ زنا بہت زیادہ اموات کا سبب ہے۔

"عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جب کسی قوم میں علانیہ فحش ہرنے لگ جائے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہے جو ان سے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں"-9

نجی زندگی کا حق:

خواتین کی عزت، شرافت اور عفت کا تحفظ ان کی پرائیویسی کے حق سے گہرا تعلق ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو رازداری کا حق دیا اور معاشرے کے افراد کو اس کا احترام کرنے کی ہدایت کی۔ قرآن کہتا ہے:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں مت جاؤ جب تک کہ تم اجازت نہ لے لو اور رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو۔"اگر تم ان میں کسی کو نہ پاؤ تو اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے۔اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ جاؤ۔ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔"10

یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا۔

"قیس بن سعد کہتے ہیں کہ رسول ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور انہوں نے سلام کیا۔ سعد نے خاموشی سے جواب دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں سنا۔ تو میں نے سعد سے کہا کہ آپ، آپ ﷺ کو اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے، سعد نے کہا چھوڑو ہمارے لئے رسول ﷺ کو سالمتی کی دعا زیادہ کر لینے دو، ایسا تین بار ہوا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانے والے تھے تو یہ سوچ کر کہ شاید گھر خالی ہے، سعد رضی اللہ عنہ دوڑ کر آپ کے پاس آئے اور کہا: یارسول اللہ، میں نے جواب دیا لیکن خاموشی سے، اور میں نے چاہا کہ آپ ہمارے لیے مزید دعا کریں۔"11

حیا، عفت اور رازداری کے حقوق پردے کے احکام سے محفوظ ہیں، جو قرآن نے عورتوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے اور اپنی زینت کی نمائش نہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔اس نے ایک خالص معاشرے کی بنیاد رکھی ہے جو خواتین کے حیا، عفت اور رازداری کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنا سکتا ہے۔

علم حاصل کرنے کا حق:

اسلام کی تعلیمات کا آغاز "پڑھو" کے حکم سے ہوا اور تعلیم کو ایک عظیم فضیلت اور خودشناسی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کو مردوں کی طرح ضروری قرار دیا۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو، وہ اسے تعلیم دے اور تعلیم دینے میں اچھا طریقہ اختیار کرے اور اسے ادب سکھائے، اور اس میں اچھے طریقے سے کام لے، پھر اگر وہ اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔12

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسلام غلاموں کی تعلیم کو ایک نیک عمل سمجھتا ہے تو وہ آزاد عورتوں اور مردوں کی تعلیم کو کیسے نظر انداز کر سکتا ہے؟

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا، "علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہلوں وناقدروں کو علم سکھانے والا سور کے گلے میں جواہر، موتی اور سونے کا ہار پہنانے والے کی طرح ہے"13

اسلام مردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کرتا ہے، ہر ایک کو ایمان، اخلاقیات اور قانون کے اصولوں کی پابندی کرنے کا حکم دیتا ہے، جو صرف علم سے ہی ممکن ہیں۔ علم کے بغیر عورت اپنے حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتی اور نہ ہی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکتی ہے جیسا کہ اسلام نے بیان کیا ہے۔ماضی میں علم جوں جوں مردوں میں پھیلا، عورتوں تک بھی پہنچا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت سی ایسی عورتیں تھیں جو قرآن و حدیث پر عبور رکھتی تھیں۔ قانونی مسائل کی تشریح اور فتوی جاری کرنا ایک مشکل اور نازک کام تھا، اس کے باوجود خواتین اس میدان سے غائب نہیں تھیں۔ درحقیقت، وہ اکثر اس علاقے میں مردوں کے برابر یا اس سے بھی آگے تھے۔ ان میں عائشہ، ام سلمہ، ام عطیہ، صفیہ، ام حبیبہ، اسماء بنت ابو بکر، ام شوریق، فاطمہ بنت قیس وغیرہ نمایاں تھیں۔

انسانی سلوک میں نرمی کا حق:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو حسن سلوک کی تعلیم دی اور لوگوں کو نصیحت کی کہ وہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں ان کے ساتھ درگزر اور ہمدردی سے پیش آئیں۔

"روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :"عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے، وہ تمھارے لئے کسی ایک طریقے پر ہر گز سیدھی نہیں رہ سکتی اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو اور اگر تم اسے سیدھا کرنے لگ جاؤ گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اسے توڑنا اسکی طلاق ہے''،14

ملکیت اور جائیداد کا حق:

اسلام نے عورتوں کو مردوں کی طرح جائیداد کا حق دیا ہے، وہ اپنی معاشی خود مختاری کے ساتھ ساتھ، وراثت میں ملنے والی جائیداد کی بھی مالک بن سکتی ہے-ارشاد ربانی ہے:

لِلرِجَالِ نَصِيب ممَّا اكْتَسَبُوا15

"مردوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا"۔

نکاح کی شرعی پابندیاں:

اسلام سے پہلے مشرکین عرب میں عورتوں کے حقوق کی بڑی پامالی ہوتی تھی، محرم سے نکاح جائز سمجھتے تھے-یہاں تک کہ جب باپ مر جاتا تو بیٹاماں سے شادی کر تا تھا-جصاص نے احکام القران میں سوتیلی ماں سے نکاح کے متعلق لکھا ہے اور باپ کی بیوہ سے شادی کر لینا جاہلیت میں عام معمول تھا اسلام نے بعض رشتوں کے ساتھ نکاح کو حرام قرار دیا ہے-ارشاد ربانی ہے۔

حرمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاخِ وَبَنَاتُ الْخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَاتى فِي حُجُورِكُم مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِي مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْاخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ16

"تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایااور تمہاری دودھ شریک بہنیں، اور تمہاری بیویوں کی مائیں، اور تمہاری پرورش میں رہنے والی وہ سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری ان بیویوں سے ہوں جن کے ساتھ تم نے نکاح کیا ہے۔ پھر اگر تم نے انسے نکاح نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں) بھی تم پر حرام ہیں اور یہ بھی کہ تم دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرو، مگر جو کچھ پہلے ہو چکا ہے۔"

عورتوں کے عائلی حقوق

ماں کی حیثیت سے حق:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اہل ایمان کے لئے جنت ماں کے قدموں تلے قرار دے کر ماں کو معاشرے میں سب سے زیادہ عزت و قار بخشا ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ "سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے"

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی بارگاہ مین حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ :میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے ؟فرمایا کہ تمہاری والدہ :عرض کی کہ پھر کون ہے؟فرمایا کہ تمہاری والدہ :عرض کی کہ پھر

کون ہے ؟فرمایا کہ تمہاری والدہ ہے عرض کی کہ پھر کون ہے؟فرمایا کہ تمہارا والد ہے۔"17

ماں کے الفاظ شہد کی مٹھاس کی طرح دل کو لذت بخشتے ہیں اور جب وہ اپنی پیار بھری باتوں سے ہماری کانوں میں رس گولتی ہے ،تو ہمارے دل محبت اور سکون سے بھر جاتے ہیں،ماں کی پیشانی میں نور ہے،اسکی آنکھوں میں سرور کا جلوہ ہے جو اسکے بے لوث محبت کی عکاسی کرتی ہے،دل میں رحمت کا سمندر اور ہاتھوں میں شفقت کا بے پایاں خزانہ ماں کی محبت کا خاصہ ہے، ماں کی آغوش میں راحت وسکون کا ایک بے مثال احساس ہے جو دنیا کے کسی اور رشتے میں نہیں ملتا، ماں کی محبت ، نوازش اور اس کی شان و عظمت ہمارے دلوں میں ہمیشہ رہتی ہے۔

بیٹی کی حیثیت سے حق:

حضورؐ کے زمانے میں بیٹی کی پیدائش کو معاشرتی طور پر ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا لیکن آپؐ نے بیٹیوں کو عزت واحترام دیا اور معاشرتی سطح پر ان کا مقام بلند کیا۔اسلام میں بیٹیوں کو وراثت میں حصہ دینے کی ہدایت کی گئی ہے جو ان کی قدرومنزلت کو نمایاں کرتی ہے یہ تعلیمات اس وقت کے معاشرے کے رویے کے خلاف تھی اور بیٹیوں کو برابر کے حقوق دئے گئے۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ18

ترجمہ:

"اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے پھراگر صرف لڑکیاں ہی ہو دو سے زائد تو ان کے لیے اس ترکے کا دو تہائی حصہ ہے اور اگر وہ اکیلی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے"

قران نے بیٹی کی پیدائش پر جو غم و غصہ دکھایا جاتا تھا اسے جاہلیت کی رسم اور انسانیت کی توہین قرار دے کر اسکی مذمت کی ہے یعنی بیٹی کی پیدائش پر ناراضگی یاافسوس کرنا انسانیت کی تذلیل ہے اور اسکی کوئی بھی صورت قابل قبول نہیں ہے۔قرآن نے اس رویے کو غلط قرار دے کر انسانیت کو اس سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بالانثی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كظيم "يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ19

ترجمہ:"اور جب ان میں کسی کو اس چیز کی خوشخبری سنائی جائے جس کے ساتھ اس نے رحمٰن کو متصف کیا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غم وغصے میں بھرا رہتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اِس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا مٹی میں دبادے ؟ دیکھو کیسے برے حکم ہیں جو یہ خدا کے بارے میں لگاتے ہیں"

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرا20

."اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل مت کرو، ہم ہی انہیں (بھی) روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بیشک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہےo"

عورت کو بہن کے طور پر عزت دینے کا حق:

قران حکیم میں جہاں خواتین کے دیگر معاشرتی و سماجی درجات سے حقوق کا تعین کیا گیا ہے وہاں بطور بہن بھی عورت کے حقوق کو واضح کیا گیا ہے۔بطور بہن عورت کا وراثت کا حق بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد ہے :

وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَٰلَةً أَوِ ٱمْرَأَةٌ وَلَهُۥٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا ٱلسُّدُسُ فَإِن كَانُوٓاْ أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى ٱلثُّلُثِ مِنۢ بَعْدِ

وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ 21

ترجمہ:

" اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کی وراثت تقسیم کی جا رہی ہو جس کے نہ ماں باپ ہوں نہ کوئی اولاد اور اس کا (ماں کی طرف سے) ایک بھائی یا ایک بہن ہو (یعنی اخیافی بھائی یا بہن) تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے، پھر اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ تقسیم بھی) اس وصیت کے بعد (ہو گی) جو (وارثوں کو) نقصان پہنچائے بغیر کی گئی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد، یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے، اور اللہ خوب علم و حلم والا ہے"

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ ٱللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِى ٱلْكَلَٰلَةِ ۚ إِنِ ٱمْرُؤٌا۟ هَلَكَ لَيْسَ لَهُۥ وَلَدٌ وَلَهُۥٓ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا ٱثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا ٱلثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوٓا۟ إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلْأُنثَيَيْنِ 22

ترجمہ:

"لوگ آپ سے فتویٰ (یعنی شرعی حکم) دریافت کرتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ اللہ تمہیں (بغیر اولاد اور بغیر والدین کے فوت ہونے والے) کلالہ (کی وراثت) کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص فوت ہو جائے جو بے اولاد ہو مگر اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لئے اس (مال) کا آدھا (حصہ) ہے جو اس نے چھوڑا ہے، اور (اگر اس کے برعکس بہن کلالہ ہو تو اس کے مرنے کی صورت میں اس کا) بھائی اس (بہن) کا وارث (کامل) ہو گا اگر اس (بہن) کی کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر (کلالہ بھائی کی موت پر) دو (بہنیں وارث) ہوں تو ان کے لئے اس (مال) کا دو تہائی (حصہ) ہے جو اس نے چھوڑا ہے، اور اگر (بصورتِ کلالہ مرحوم کے) چند بھائی بہن مرد (بھی) اور عورتیں (بھی وارث) ہوں تو پھر (ہر) ایک مرد کا (حصہ) دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہو گا۔ (یہ احکام) اللہ تمہارے لئے کھول کر بیان فرما رہا ہے تاکہ تم بھٹکتے نہ پھرو، اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے o"

بیوی کی حیثیت سے حق:

اللہ نے ازدواجی تعلقات کو انسانی معاشرت کی بنیاد قرار دیا ہے، ازدواجی تعلقات اور خاندان کو قرآن نے انسانی نسل کے تسلسل کے لئے اللہ کی عنایت کہا ہے۔

وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ بَنِيۡنَ وَ حَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالۡبَاطِلِ يُؤۡمِنُوۡنَ وَ بِنِعۡمَتِ اللّٰهِ هُمۡ يَكۡفُرُوۡنَ ۙ 23

"اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہارے لئے جوڑے پیدا فرمائے اور تمہارے جوڑوں (یعنی بیویوں) سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے / نواسے پیدا فرمائے اور تمہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایا، تو کیا پھر بھی وہ (حق کو چھوڑ کر) باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت سے وہ ناشکری کرتے ہیں"

دوسرے مقام پر بیوی کے رشتے کی اہمیت اور اس سے حسن سلوک کو یوں بیان کیا

"أُحِلَّ لَكُمْ ليلة الصيام الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاس لكم وَأَنتُمْ لِبَاس ل ه ن عَلِمَ اَللّٰهُ انكم كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهنُ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حتَى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْبَيْض من الْخَيْطِ الْسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمو ا الصيام إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اَللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كذالک يُبَيِنُ اَللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتقُون 24

"وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهَ فِي أَرْحَامِهِنِ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَ دهِنَّ فِي ذالک ان ارادو اصلاحا ولهن مثل الذى عليهن بالمعروف وللرجال عليهن درجة والله عزيز حكيم" 25

"وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَد إِن كَانَ لَهُنَّ ولدَ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّة يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٌ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلد فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلدَ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِما تَرَكْتُم من بَعْدِ وَصيةِ تُوصُون بِهَا أَودين" 26

یہ قرآن حکیم ہی کی تعلیمات کا عملی ابلاغ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیوی سے حسن سلوک کی تلقین فرمائی

"حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ایک
شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ میرا نام فلا فلاں غزوہ میں لکھ دیا گیا ہے اور
میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم واپس چلے جاؤاور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو" 29

'' ایک اور روایت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہوں اور جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے خیر آباد کہو یعنی اسکی برائیوں کو یاد نہ کرو" 27

اسی طرح ایک اور روایت میں عورتوں پر ظلم و زیادتی کی ممانعت بھی کی گئی ہے نبی علی السلام نے صنف نازک کو مارنے پیٹنے یا اس کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینے سے منع فرمایا

"تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر دوسرے دن اس سے ہمبستر ہو گا" 28

عورت کے ازدواجی حقوق:

شادی کا حق

اسلام سے قبل عورتوں کو مردوں کی ملکیت سمجھا جاتا تھا اور نکاح میں ان کی مرضی کی کوئی اہمیت نہ تھی نبی علیہ السلام نے عورت کی رضامندی کو نکاح کے لئے ضروری قرار دیا۔

: ارشاد نبوی ہے

"بیوہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے مشورہ نہ لیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے" 29

اسلام نے عورت کو نکاح کا حق عطا کیا چاہے وہ یتیم ہو ، آزاد ہو یا غلام، شریعت کے اصولوں کے تحت عورت کو اس حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا، یہ اسلامی تعلیمات نہ صرف عورت کے حقوق کی حفاظت کرتی ہے بلکہ انہیں معاشرتی اور قانونی اہمیت بھی دیتی ہے نبی ﷺ نے عورت کی رضامندی کو بنیادی شرط قرار دیا۔

"وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النساءفبَلَغْنَ أَجَلَهنَ فَلَا تَعْضُلُوهنَّ أَن ينَكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ" 30

"وَالَّذِين يُتَوَفَّوْنَ مِنكُم وَيَذَرُونَ أَزْوَاجا ۔يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهرُ وَعَشر فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاح عليْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاَللّٰه بِمَا تَعْمَلُونَ خبير" 31

"وَ آتوُا النِساءصَدُقَاتِهِنَّ نِحلۃً فَإِن طِبْنَ لَکُمْ عنَ شَيْ ءمنْہُ نَفْسا فکَلُوہُ ھَنِیئا مَّرِیئا"32

"وَ أَنکحو الایام مِنکُمْ وَالصَّالِحِینَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَإِمَائِکُمْ إِن یَکُونُوا فُقَرَاءَ یُغْنِھِمُ اللہ مِن فَضْلِہِ وَاسِع عَلِیم'33

اسلام نے مردوں کو بعض اجتماعی اور معاشرتی ضروریات کے پیش نظر ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی ہے مگر شرط یہ رکھی گئی ہے کہ بیویوں کے درمیان عدل وانصاف قائم رکھے گا۔اگر مرد کو یقین ہو کہ وہ بیویوں کے درمیان انصاف قائم نہیں رکھ سکتا تو اسے صرف ایک ہی شادی کرنے کی اجازت ہے۔

"وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامىَ فَانکِحُوا مَا طَابَ لَکُم منَ النساء مَثْنیَ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَۃً أَوْ مَا مَلَکَتْ ایمانکم ذلک ادنی الا تعولا" 34

وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَ الْمَيْلِ فَتَذَرُوہَا كَالْمُعَلَّقَۃِ وَإِن تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنّ اللَّہَ کَانَ غَفُور رحیم''35

بلوغت کے بعد نکاح کی قبولیت یا انکار کا اختیار:

اسلام نے خواتین کو نکاح کا حق دیا جو ان کے عزت واحترام کا مظہر ہے، حنفی فقہ کے مطابق اگر کوئی ولی نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح اسکی اجازت کے بغیر کرے پھر اگر وہ لڑکا لڑکی بڑے ہو جائے تو ان کو وہ نکاح رد یا قبول کرنے کا اختیار حاصل ہے اور یہ حق شریعت میں عورتوں اور مردوں کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے اور یہی حق انکی آزادی کا ضمانت دیتا ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ نکاح صرف ایک قانونی معاملہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی جذبہ اور فریضہ بھی ہے۔

مہر کا حق

اسلام نے عورت کو ملکیت کا حق عطا کیا جس میں جہیز اور مہر بھی شامل ہیں۔ قرآن حکیم نے مردون کو نہ صرف عورتوں کی ذمہ داریاں سونپی بلکہ ان پر زور دیا کہ وہ مہر کی صورت میں بھی رقم دیں اور دیا ہوا مال واپس نہ لیں کیونکہ وہ عورت کی ملکیت بن جاتا ہے۔

"وَإِنْ أَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مکان زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاھُنَّ قِنطَا ر فَلَا تَأْخُذُوا مِنْہُ شَيْئا أَتَأْخُذُونَہُ بُھْتَانا وَإِثْما مُّبِینا" 36

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوھُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَھُنَّ فَرِيضَۃً ۚ وَمَتعوھن عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُہُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُہُ مَتَاعا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ 37

حقوق زوجیت؛

مرد پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ عورت کی ہر ضرورت پوری کریں اور جہالت کے زمانے کی غلط رسموں سے دور رہے اُس زمانے میں کچھ لوگ بیوی سے دور رہنے کی قسم کھالیتے تھے قسم کھا لیتا۔ اس طرح عورت نہ پوری طرح شوہر والی ہوتی،نہ ہی آزاد اور نہ بیوہ۔ یہ رویہ درست نہیں کیونکہ جو چیز اللہ تعالی نے انسان کے لیے جائز رکھی ہے انسان کو ان پر پابندی لگانے کا کوئی حق نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیوی کے حق کی اہمیت کو اپنی سنت مبارکہ سے واضح فرمایا۔ آپ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ جب کسی سفر یا غزوے پر تشریف لے جاتے تو بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے اور جس کا نام قرعہ میں نکل آتا اسے ساتھ لے جاتے اسطرح آپؐ نے ازدواجی حقوق کی پاسداری اور بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کی مثال قائم کی۔

نفقہ فراہم کرنے کا حق:

مرد کو عورت کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جن میں اس کا کھانا، آرام ،لباس اور ،زیورات وغیرہ شامل ہیں۔اسکے ساتھ ساتھ

عورت کی نفسیاتی اور جذباتی سکون بھی شوہر کی ذمہ داری ہے تاکہ وہ خوش اور مطمئن رہ سکے۔

" الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقو من اموالهم "38

حکیم بن معاویہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں "کہ ایک آدمی نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: عورت کا خاوند پر کیا حق ہے ؟آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے ،اس کے چہرے پر نہ مارے ،اسے برابھلا نہ کہے اور اگر اسے لاتعلقی اختیار کرے تو بھی اسے گھر ہی میں رکھے "-39

"ایک دفعہ ہند بن عتبہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ابوسفیان بخیل ہے اور مجھے اتنا نہیں دیتے جو میرے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو سکے -ہاں اگر میں انکی لاعلمی میں ان کے مال سے لے لوں، تو نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تم دستور کے موافق اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو سکے "-40

خلع کا حق

اگر عورت اپنی ازدواجی زندگی سے خوش نہ ہو اور اپنے شوہر کی بد اخلاقی ،مکاری یا اس کی کمزوری سے نالاں ہو جائے اور اسے ناپسند کرے اور اسے خوف ہو کہ وہ اللہ کے احکامات کی پابندی نہیں کر سکے گی تو وہ شوہر سے خلع لے سکتی ہے خلع میں عورت کچھ مال دے کر علیحدگی حاصل کر سکتی ہے-

"فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عليهما فيما افتدت "41

اسلامی شریعت کے مطابق طلاق صرف شوہر کا حق ہے کیونکہ بیوی پر شوہر کے کوئی مالی حقوق واجب نہیں ہوتے اسلئے طلاق کا اختیار مرد کو دیا گیا ہے جبکہ عورت کے لئے خلع کا حق رکھا گیا ہے تاکہ اسکے پاس بھی علیحدگی کا اختیار ہو -تاہم شوہر اگر عادل طریقے سے بیوی کے تمام شرعی حقوق ادا کر رہا ہو تو خلع لینا مناسب نہیں ہے-

شریعت مطہرہ نے طلاق کو صرف شوہر کا حق قرار دیا ہے کیونکہ بیوی پر شوہر کے کوئی مالی حقوق واجب نہیں ہوتے اس لیے شریعت نے طلاق کا حق مرد کو دیا ہے اور عورت کے لیے خلع کا حق کھا ہے تاکہ اس کے پاس بھی تفریق کا حق موجود ہو تاہم اگر شوہر صحیح ہو اور عورت کے تمام شرعی حقوق پورے کرتا ہو تو اس حالت میں خلع لینادرست نہیں ہے

حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا" جب کوئی عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے"42

طلاق کے بعد عورت کے حقوق

اسلام کے نظامِ قانون میں طلاق کا اختیار مرد کے پاس ہے، مگر اس اختیار کو اس وقت ہی استعمال کرنے کا حکم ہے جب اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو۔ آخری چارے کے طور پر جائز ہونے کے اوجود باوجود طلاق کو حلال کاموں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ابعض الحلال الی اللہ الطلاق 43

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے"

مہر کا حق:

مہر کا ادا کرنا اسلام میں طلاق کے بعد عورت کا ایک بنیادی حق ہے جو اسکے مالی تحفظ کو یقینی بناتا ہے-اگر مباشرت سے پہلے طلاق ہو تو عورت کو نصف مہر دیا جاتا ہے ،اسکے بعد طلاق کے بعد عورت کو عدت کے دوران نفقہ اور رہائش کے حقوق بھی دئے گئے ہیں تا کہ اسکی زندگی کا معیار برقرار رہے-ارشاد ربانی ہے:

"وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فنصف ما فرضتم"44

اگر تم انھیں چھونے سے قبل طلاق دے دو اور ان کے لیے مہر مقرر کیاہو تو مقرر کئے گئے مہر کانصف ادا کرو

اللہ تعالی نے قرآنِ مجید میں صاف الفاظ میں یہ بات بیان فرما دی ہے کہ طلاق کے بعد عورت کے لیے مہر کا پورا حق ہے، اور یہ کہ طلاق کے بعد کے خرچے بھی مرد کو پورے کرنے ہیں۔ جیسا کہ

اللہ کا ارشاد ہے

"وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاع بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِين 45

اور طلاق یافتہ عورتوں کو بھی مناسب طریقے سے کچھ دینا پرہیز گاروں پر واجب ہے

دوسرے مقام پر ارشاد ہے

"يَا أَ يُّهَاالنبی قُلْ لازواجک إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتعكنوَأُسَرحكُنَّ سَرَاحا جميلا"46

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:اپنی ازواج سے فرما دیں،کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت و

آرائش کی خواہش مند ہو، تو آؤ میں تمھیں مال و متاع دے دوں اور حسن سلوک کے ساتھ رخصت کر دوں۔

میراث کا حق:

اسلام نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ طلاق کے بعد وہ جب تک عدت میں ہے اگر اس کے شوہر کاانتقال ہو جائے تو اس کے ترکے سے میراث ملے گی جس طرح غیر مطلقہ بیوی کو ملتی ہے-امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر عورت کو شوہر نے طلاق دی ہو تو شوہر کی وفات کی صورت میں وہ عورت میراث کی حقدار ہوگی،چاہے شوہر نے طلاق بیماری کی حالت میں دی ہو یا صحت کی حالت میں-اس مؤقف کی تائید کئی صحابہ کرام سے بھی منقول ہے-

حضانت کا حق

بچے کی پرورش، نگہداشت اور روزمرہ اُمور کی دیکھ بھال کو شرعی اصطلاح میں حضانت کہا جاتا ہے۔اسلامی تعلیمات کی روشنی میں،ابتدائی عمر میں بچے کی دیکھ بھال کا سب سے پہلا حق ماں کو حاصل ہوتا ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر بچے کی حضانت کا حق ماں کو دیا۔اگر ماں کسی وجہ سے اس ذمہ داری کو ادا نہ کر سکے یا وہ نکاح کر لے،تو پھر یہ حق نانی(ماں کی ماں) کو منتقل ہوتا ہے،اس کے بعد والد اور پھر دادی(باپ کی ماں) کو حاصل ہوتا ہے۔لیکن اصولی طور پر بچے کی حضانت میں سب سے زیادہ حق دار ماں ہی ہوتی ہے۔

اس بات کی تائید ایک حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:"یارسول اللہ! یہ بچہ میرا ہے،میرا رحم اس کا پہلا گھر رہا،میرے دودھ سے اس نے غذا حاصل کی،اور میری گود اس کے لیے سکون کا ذریعہ بنی۔اب اس کے والد نے مجھے طلاق دے دی

ہے اور وہ اسے مجھ سے لینا چاہتا ہے۔"47

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" جب تک تم نکاح نہ کر لو، تم ہی اس بچے کی زیادہ حق دار ہو۔"48

عورت کے معاشی حقوق

وراثت میں حق

اسلام نے عورت کو مرد کے برابر انسانی وقار عطا کیا ہے اور اسی بنیاد پر اسے وراثت میں حصہ بھی دیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"مردوں کے لیے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے چھوڑے ہوئے مال میں حصہ ہے، اور عورتوں کے لیے بھی والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ترکے میں مقررہ حصہ ہے، چاہے وہ مال کم ہو یا زیادہ۔ یہ حصہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔"49

اسلام عورت کو وراثت میں ایک یقینی حق دیتا ہے، جو اس سے چھینا نہیں جا سکتا اور نہ ہی کسی کو اختیار ہے کہ اسے محروم کرے۔

والدین کے مال میں عورت کا حقِ وراثت

قرآن مجید نے وراثت کے اصول واضح کرتے ہوئے عورتوں کے حصے کو بھی صاف اور تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر کسی کے بچے ہوں تو لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا۔ اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اسے آدھا مال دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر میت کے والدین زندہ ہوں اور اس کی اولاد بھی ہو، تو ماں اور باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ لیکن اگر مرنے والے کی کوئی اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ وارث ہوں تو اس صورت میں ماں کو ایک تہائی حصہ ملے گا۔ اور اگر ساتھ بھائی بہن بھی ہوں تو ماں کا حصہ چھٹے حصے تک محدود کر دیا جائے گا۔

شوہر کے مال میں بیوی کا حق

اسلامی تعلیمات کے مطابق اگر میاں یا بیوی میں سے کوئی ایک وفات پا جائے تو دوسرے فریق کو اس کے مال میں مقررہ حصہ دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس بارے میں واضح حکم موجود ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ﴾50

ترجمہ:"اور تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ جائیں، اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو تو تمہیں اس میں سے آدھا حصہ ملے گا، اور اگر ان کی اولاد ہو تو تمہیں چوتھائی حصہ ملے گا، بعد اس کے کہ جو وصیت وہ کر گئی ہوں پوری کر دی جائے یا ان کا قرض ادا کر دیا جائے۔"

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ بیوی کی وفات کی صورت میں شوہر کو ترکے میں سے اس کا حق ملتا ہے، جو کہ حالات کے مطابق آدھا یا چوتھائی ہوتا ہے، اور یہ تقسیم تمام شرعی تقاضے پورے ہونے کے بعد عمل میں آتی ہے۔ اور شوہر کی وفات کی صورت میں بتایا

وَلَهُ نَ ٱلرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَكُمْ وَلَ د فَإِن كَانَ لَكمْ وَلَ د فَلَهُنَّ ٱلثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم من بَعْدِ وَصِيَّ ,,ةتُوصُونَ بِهَآ أَوْدين 51

اور تمہارے ترکے میں سے تمہاری بیویوں کا ایک چوتھائی حصہ ہے اگر تمہارے کوئی اولاد نہیں اگر تمہاری اولاد بھی ہو تو تمہارے ترکے میں سے ان کا حصہ اٹھواں ہے یہ تقسیم تمہاری وصیت کی تعمیل اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد ہو گی۔

قانونی شخصیت ہونے کا حق:

اسلام نے عورت کو قانونی شخص ہونے کا مقام احکام کے اجراء کے ساتھ ہی عطا کر دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اذاقَضَى الله وَرَسُولُهُ أَمراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَا لا مُّبِينا 52

اور نہ کسی مومن مرد کو یہ حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ فرمادے تو ان کے لیے اپنے کام میں کوئی اختیار ہو، اور جو شخص اللہ کے اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ یقینا" کھلی گمراہی مین بھٹک گیا۔ قرآنِ حکیم کی کئی دیگر آیات بھی عورت کے قانونی شخص ہونے کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

ارشاد ہے:

يَا أَ يُهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصاَصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّبِالْحرُ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْنْثَى بِالْنْثَى فَمَنْ عُفِيَ له مِنْ أَخِيهِ شَيْ ء فاتباع بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَا ء إِلَيْهِ باحسان ذالک تخفيف من ربكم ورحمة فمن اعتدى بعد ذالک فله عذاب اليم 53

"اے ایمان والو! تم پر ان کے خون کا بدلہ فرض کیا گیا ہے جو ناحق قتل کیے جائیں — آزاد کے بدلے" آزاد، غلام کے بدلے غلام، اور عورت کے بدلے عورت۔ پھر اگر اس کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے تو چاہیے کہ بھلے دستور کے موافق پیروی کی جائے، اور خون بہا کو اچھے طریقے سے اس مقتول کے وارث تک پہنچا دیا جائے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے۔ پس جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے"۔54

عورت کے سیاسی حقوق

رائے دہی کا حق

اسلام نے عورت کو باوقار شہری تسلیم کرتے ہوئے اسے ریاستی اُمور میں رائے دینے کا مساوی حق دیا ہے۔ عورت کو ووٹ کا اختیار دینا نہ صرف اس کی انسانی شناخت کو تسلیم کرنا ہے، بلکہ یہ معاشرے کی ترقی میں اس کے کردار کو بھی تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ اس حق کی حقیقی اہمیت کو سمجھنے کے لیے دنیا میں اس کے تاریخی ارتقاء پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔

مقننہ میں نمائندگی کا حق

حضور نبی کریم ﷺ کے عطا کردہ جمہوری اُصولوں پر خلفائے راشدین نے بھی عمل کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کئی ریاستی معاملات میں خواتین سے مشورہ لیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ عورت کی رائے کو اہمیت دی گئی۔

عورت بطور سیاسی مشیر

اسلام سے پہلے عورت کو سماجی یا سیاسی سطح پر کسی اہم کردار کے لائق نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے نہ صرف عورت کو معاشرتی عزت دی بلکہ اسے معاشی، سیاسی اور مشاورتی معاملات میں بھی مقام دیا۔ نبی کریم ﷺ کی سنت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے خواتین سے مشورہ لینا سکھایا۔ نبوت کے ابتدائی دور میں حضرت خدیجہؓ کا کردار اس کی روشن مثال ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کفارِ مکہ کے ساتھ معاہدہ ہوا تو بعض صحابہؓ وقتی حالات کی بنا پر افسردہ ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا"55

(کھڑے ہو جاؤ، قربانی کرو اور پھر اپنے بال منڈواؤ)

لیکن غم کی شدت کے باعث صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی عمل کے لیے نہ اٹھا۔ اس موقع پر آپ ﷺ حضرت اُم سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے مشورہ کیا۔ انہوں نے عرض کیا: "یارسول اللہ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کے حکم کی پیروی کریں، تو آپ خود باہر تشریف لے جائیں، کسی سے کچھ نہ کہیں، اپنی قربانی کریں اور حجام کو بلا کر بال کٹوائیں۔"

آپ ﷺ نے اسی مشورے پر عمل کیا، اور صحابہؓ نے جب یہ دیکھا تو سب فوراً عمل کے لیے تیار ہو گئے اور قربانی کر کے بال کٹوانے لگے، حالانکہ ان پر غم کی کیفیت بہت شدید تھی۔

انتظامی اُمور میں خواتین کی تقرری

اسلامی معاشرے میں خواتین کو صرف مشاورتی کردار ہی نہیں ملا بلکہ انہیں بعض اہم انتظامی ذمہ داریاں بھی سونپی گئیں۔

"مثال کے طور پر حضرت عمر بن خطابؓ نے شفا بنت عبداللہ عدویہ کو بازار کی نگران مقرر کیا تھا۔ وہ اُس وقت قضا الحسبہ (بازاری نظم وضبط) اور قضا السوق (تجارتی نگرانی) جیسے امور کی ذمہ دار تھیں۔ شفاؓ نہایت فہم و فراست رکھنے والی خاتون تھیں اور حضرت عمرؓ ان کی رائے کو اہمیت دیتے، پسند فرماتے اور بعض مواقع پر دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔56"

عورت کا حقِ امان دہی

ریاستی معاملات میں عورت کے کردار کی ایک اہم جھلک اسے نبی کریم ﷺ کی جانب سے دیے گئے حقِ امان دہی میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر، ابو العاص بن ربیع کو امان دی، جسے آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور برقرار رکھا57

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب نے اپنے دیوروں میں سے دو اشخاص کو امان دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی امان کو بھی برقرار رکھتے ہوئے فرمایا: اے ام ہانی جس کو تم نے امان دی اس کو ہم نے بھی امان دی58

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: "مسلمان عورت کسی کو بھی پناہ دے سکتی ہے59

حاصل کلام

مدرجہ بالا مباحث سے یہ امر الم نشرح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے دیگر افراد معاشرہ کی طرح خواتین کو بھی عزت تکریم وقار اور بنیادی حقوق کی ضمانت دیتے ہوئے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد رکھیں جہاں ہر فرد معاشرے کا ایک فعال حصہ ہوتا ہے اسلامی معاشرے مین خواتین اسلام کے عطا کردہ حقوق کی برکات کے سبب سماجی معاشرتی سیاسی اور انتظامی میدانوں میں فعال کردار ادا کرتے ہوئے معاشرے کو ارتقا کی اعلی منازل کی طرف گامزن کرنے کا باعث بنتی ہیں قومی اور بین الاقوامی زندگی میں خواتین کے کردار کا مندرجہ بالا تذکرہ اس کی عملی نظیر پیش کرتا ہے۔

حوالہ جات

1:، مولوی، فیروزالدین، فیروز الغات، لاہور، ص 906

2ترمذی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی، کتاب الرضاع، ح 1173

3امام مسلم ، ابوالحسن ، مسلم بن حجاج بن قشری، صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب. خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ ،ترقیم عبدالباقی 1467، ترقیم شاملہ 3649

4.فی تکریم الرائدات العربیۃ،نصیب الھند، جنوری------- مارچ 2021
5.سورۃ الاسراء 70
6.سورۃ النساء 1
7سورۃ البقرہ.36
8.سورۃ النور 30.
9 سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن ، باب العقوبات، جلد 2،حدیث4019
10.سورۃ النور 27،28.
11.ابو داؤد، السنن،ابواب النوم،باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستذان ، ح 5185.
12.بخاری، الصحیح،کتاب الجھادوالسیر، باب فضل من اسلم، ح 3011.
13.ابن ماجہ ، السنن، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ، ح 224.
14.امام مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء،ح 1468.
15.سورۃ النساء 32.
16.سورۃ النساء 23.
17.بخاری، کتاب الادب ،باب من احق الناس بحسن الصحبۃ، جلد 3،ح 5971.
18.سورۃ النساء 11.
19.سورۃ النحل 58،59
20.سورۃ بنی اسرائیل 31
21.سورۃ النساء 12
22.سورۃ النساء 177
23 .سورۃ النحل.72
24.سورۃ البقرہ 187
25.سورۃ البقرہ 228
26.سورۃ النساء 12
27.بخاری،کتاب الجھاد ، باب کتابۃ الامام الناس،رقم.3061
28.ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی، ح 3895
29.بخاری، کتاب النکاح ، باب مایکرہ من ضرب النساء ،ح5204

30.بخاری,کتاب النکاح، باب لاینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الابرضاھا، ح 5136

31.سورۃ البقرہ 232

32.سورۃ البقرہ 234

33.سورۃ النساء 4

34.سورۃ النور 32

35.سورہ النساء 3

36.سورۃ النساء 129

37.سورۃ النساء 20

38.سورۃ البقرہ 236

39.سورۃ النساء 34

40.ابن ماجہ، کتاب النکاح ، باب حق المراۃ علی الزوج، رقم 1850

41.بخاری، کتاب النفقات، باب اذالم ینفق الرجل فللمراہ ان تاخذ ابغیر علمہ مایکفیھا وولدھا باالمعروف، حدیث 5364

42.سورۃ البقرہ 229

43.سنن ابنِ ماجہ، کتاب الطلاق، باب کراھیتہ الخلع للمراتہ، حدیث 2055

44.ابو داؤد ، السنن، کتاب تفریع ابواب لطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق، حدیث 2178

45.سورۃ البقرہ 237

46.سورۃ البقرہ 241

47.سورۃ الاحزاب 28

48.ابو داؤد، کتاب تفریع ابواب الطلاق، باب من احق با لولد، حدیث2276

49.سور ۃ النساء 7

50.سورۃ النساء.11

51.سورۃ النساء 12

52.ایضا

53.سورۃ الاحزاب.36

54.سورۃ البقرہ 178

55.سورۃ البقرہ 283

56.بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجھاد والمصالحت مع اھل العرب وکتابت الشروط، حدیث 2371
57.ابن حزم ، المحلی ، :9 429
58.ابن ہشام ، السیرۃ النبویۃ، جلد 1 ، صفحہ 461
59.ترمذی، کتاب السیر، باب ماجاء فی امان العبد، رقم 1579